© rasailojaraid.com

دل کی بات

جنرل پرویز......امریکہ کی آخری امید

جنرل پرویز نے پاکستان کے اقتدار پر قابض ہوتے ہی اپنا نصب العین واضح کر دیا تھا اور پھر رفتہ رفتہ نہ صرف وہ کھلتے چلے گئے بلکہ ملک کے ''روشن مستقبل'' کے لیے تازہ بہ تازہ ''موصولہ ایجنڈے'' پر عمل درآمد بھی کرتے رہے۔

پاکستان کی دینی اور نظریاتی قوتوں کو تو پہلے بھی اُن سے کوئی اچھی امید نہ تھی اور نہ ہی اب ہے۔ البتہ صرف اقتدار کے لیے زندگی گزارنے والے روایتی سیاست دانوں نے اُن سے تب بھی کچھ امیدیں باندھی تھیں اور اب بھی امید سے ہیں۔

پیپلز پارٹی کی قیادت بیرون ملک بیٹھ کر بحالیٔ اقتدار کے لیے ''مقتدروں'' کا اعتماد حاصل کرنے میں مصروف رہی۔ اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت حجازِ مقدس میں عمرے اور نمازیں ادا کرنے کے ساتھ ''دوسرا کام'' بھی کرتی رہی۔ البتہ معاشرے کا مظلوم ترین طبقہ ''مولوی'' بہر حال اپنی روایت کے مطابق دینی و ملکی سرحدوں کے دفاع میں مزاحمت کرتا رہا اور ہنوز کر رہا ہے۔ جنرل پرویز اپنے غاصبانہ اقتدار کے پانچ سال مکمل کر چکے ہیں۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ یہی ہے کہ ہر آمر کو اپنی حکومت چلانے کے لیے کچھ ''سیاسی ٹٹو'' مل جاتے ہیں۔ جنرل پرویز کو بھی ایوب خان، یحییٰ خان اور جنرل ضیاء کی طرح مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی سے ''نیب زدہ سیاسی ٹٹو'' مل گئے۔ چونکہ ڈبل ڈیوٹی تھی اس لیے ''ڈبل شفٹ'' کے لیے مسلم لیگ ق اور پیپلز پارٹی پیٹریاٹ سے لیبر بھرتی کی گئی۔ انہوں نے پانچ برس تک ان ٹٹوؤں کو خوب دوڑایا اور اب تک دوڑا رہے ہیں۔ اس عرصہ میں چند ''اڑیل ٹٹو'' دوڑ سے باہر بھی نکالے اور اُن کی جگہ تازہ دم بھرتی کیے گئے۔ بعض کی آنکھوں پر ''کھوپے'' چڑھا کر دوڑایا گیا اور بعض ''روشن خیالوں'' کی سابقہ کارکردگی پر اعتماد کرتے ہوئے اُن کی آنکھیں کھلی رکھی گئیں۔

جو لوگ جنرل پرویز کی ''روشن خیالی'' سے متاثر ہیں اور جن کی آنکھوں کو اس ''درآمدی روشنی'' نے خیرہ کر دیا ہے، وہ ملکی سلامتی اور مفادات کی بجائے اپنے اقتدار اور مفادات کے روشن خیالات میں گم ہیں۔ اُن کی رہنمائی کے لیے ایک چشم کشا اور ہوش ربا رپورٹ پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۲/ مارچ ۲۰۰۵ء کو بی بی سی نے بتایا کہ:

> ''بش انتظامیہ کا خیال ہے کہ پاکستان میں صدر مشرف کا کوئی نعم البدل نہیں جو دہشت گردی کی جنگ (یعنی صلیبی جنگ) میں امریکہ کا اس طرح ساتھ دے، جس طرح جنرل پرویز مشرف نے دیا ہے۔ امریکی اہلکار نے کہا کہ وہ (پرویز مشرف) ہمارا آدمی ہے اور ہم سے تعریف کی توقع رکھتا ہے۔ ہم یہ تعریف ضرور کریں گے۔'' (نوائے وقت: ۱۳/ مارچ ۲۰۰۵ء)

''امپیکٹ انٹرنیشنل'' لندن کے شمارہ مارچ ۲۰۰۱ء میں بھی ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ اس میں ۱۹۸۰ء کے عشرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں اسلام آباد میں سی آئی اے کے سٹیشن چیف مسٹر ملٹن بیرڈن کے جنرل پرویز کے بارے میں ارشادات بھی شامل تھے۔اس نے امریکی سینٹ کی فارن ریلیشنز کمیٹی کو بتایا:

''جنرل پرویز مشرف پاکستان آرمی آفیسرز کی اس آخری جنریشن کے فرد ہیں جو امریکہ اور پاکستان کی ملٹری پارٹنرشپ کے تربیت یافتہ ہیں۔البتہ انہیں اوپر لانے کے لیے آئین معطل کرنا ہوگا......میرے اندازوں میں مشرف کی شخصیت ہماری آخری امید ہے جو دنیا میں ہمارے لیے آخری مضبوط قوت کے طور پر کام کرنے والی ہوگی اور آئندہ ہزاری میں پاکستان مغربی اقدار کے مطلوبہ نظام کو اس شخص کے ذریعے اپنانے کی راہ پر گامزن ہوگا......ہمیں پاکستان کے بارے میں آگ سے زیادہ احتیاط کرنی ہوگی اور اِن عناصر کو جنہیں ہم بنیاد پرست اور خطرناک قرار دیتے ہیں اور جو ہمارے مخالف ہوکر پاکستانی معاشرے کو ہمارے خلاف انتہا پر لے جاسکتے ہیں۔تب بھی مشرف کی شخصیت ان پر قابو پانے کے لیے ایسی ہے جو ایک ذمہ دار مثبت راہ اختیار کرکے نہ صرف جنوبی ایشیاء میں پاکستان کو ایک اہم راہ پر ڈال سکتی ہے بلکہ دوسری طرف وسط ایشیا میں بھی۔'' (''بیدار ڈائجسٹ''اپریل ۲۰۰۵ء)

رپورٹ کے مطابق امریکہ کو جنرل پرویز سے جو توقعات وابستہ تھیں' وہ اس پر سو فیصد پورے اترے۔افغانستان کی اسلامی حکومت کے خاتمے، پاکستان کے اساسی مذہبی تشخص کی نفی، دینی قوتوں کی حوصلہ شکنی اور تضحیک، اسلامی قوانین کی مغربی تعبیر و تشریح، ایٹمی اثاثوں کو''محفوظ''ہاتھوں تک پہنچانے، سینٹری فیوجز کی سپرداری، روشن خیالی کے نام پر لادینیت اور ثقافت کے نام پر فحاشی کے فروغ جیسے ایجنڈے کی تکمیل جنرل پرویز جیسی شخصیت ہی کرسکتی تھی۔اب ایک نیا سیاسی منظر تشکیل پارہا ہے۔زرداری لاہور آچکے ہیں۔چودھری صاحبان تلملا رہے ہیں اور شہباز پھڑ پھڑا رہے ہیں، پیٹریاٹ سر جوڑ کر بیٹھے ہیں، جنرل پرویز محفوظ راستے کے لیے بےنظیر سے بات چیت کے لیے آمادہ و تیار ہیں بلکہ پیپلز پارٹی کی انتخابی مہم چلا رہے ہیں۔دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

جنرل پرویز کے حالیہ دورۂ بھارت کو دونوں ملکوں کے درمیان''بحالیٔ اعتماد''کا سنگ میل قرار دیا جارہا ہے۔اس کامیاب دورہ میں انہیں بھارت سے جو تحفے ملے' اُن میں ۱۵۶ پاکستانی ماہی گیروں کی رہائی، پاکستانی کرکٹ ٹیم کی فتح، اپنی جائے پیدائش لال حویلی دہلی کی پینٹنگ اور اپنا برتھ سرٹیفکیٹ شامل ہیں۔''جناح ہاؤس''ممبئی' پاکستان کے حوالے کرنے کی یقین دہانی اور مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی کوششیں جاری رکھنے کی''خوش خبری''اس کے علاوہ ہے۔سرحدیں کھل رہی ہیں، ثقافتی و تجارتی رابطوں میں تیزی آرہی ہے۔جنرل پرویز اپنا ذمہ کام تقریباً پورا کرچکے ہیں۔کیا وہ اب بھی امریکہ کی آخری امید ہیں یا نعم البدل کے طور پر اسے کوئی''سول امیدوار''مل گیا ہے؟ قوم کو اس سوال کا جواب بھی جلد مل جائے گا۔

© rasailojaraid.com